باب 13

اسلام کا معاشی نظام
(ECONOMIC SYSTEM OF ISLAM)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام انسان کی زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ہدایات دیتا ہے اور اپنے ماننے والوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ "پورے کے پورے دین اسلام میں داخل ہو جائیں"۔ یوں اسلام اپنے ماننے والوں سے تقاضا کرتا ہے کہ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح وہ معاشی معاملات میں بھی اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں۔ اسلام کے دو سب سے بڑے ماخذ قرآن اور سُنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن و سنت میں وہ بنیادی اُصول دیے گئے ہیں جن کی بنیاد پر ہر زمانہ میں پیش آنے والے مسائل کا حل موجود ہے۔ ان اصولوں کی بنیاد پر مبنی اجتہاد کا راستہ اختیار کر کے ہر دور میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی گزاری جا سکتی ہے۔

بیسویں صدی میں نظامِ اشتراکیت نے مساوات اور مزدوروں کی آمریت کا نعرہ لگایا اور گلوبلائزیشن (Globalization) کے علمبردار اور طاقت و تیز طراری کی بنیاد پر آگے بڑھنے والے نظام سرمایہ داری نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا لیکن ستر سال کے عرصہ میں نظام اشتراکیت گمنامی کے اندھیروں میں ڈوب گیا۔ آج ہر طرف نظام سرمایہ داری کا غلبہ ہے لیکن اس کے خلاف دنیا بھر میں غم و غصہ پایا جاتا ہے جس کا اظہار ورلڈ اکنامک فورم، ورلڈ بنک، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن اور آئی ایم ایف وغیرہ کے مختلف ملکوں میں منعقد ہونے والے اجلاسوں کے موقع پر کیا جاتا ہے۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ نظام بھی انسان کو معاشی تسکین نہ دے سکا۔ دنیا بھر میں مختلف ممالک کے درمیان تفاوت دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ غریب روز بروز زیادہ غریب ہوتا جا رہا ہے اور امرا کی امارت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

اسلام بنیادی طور پر "عدل" کا علمبردار ہے۔ اس کا مطمع نظر یہ ہے کہ ہر فرد کے ساتھ انصاف ہو، جو جس کا حق ہے اسے ملے۔ معیشت کو تقویٰ، عدل، احسان، مساوات، تعاون، اعتدال اور حلال و حرام کے بنیادی تصورات پر استوار کیا جائے۔ ہر ایک کے حقوق اسے بن مانگے مل جائیں۔

اس نظام کا قیام انسان کو اس کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کی ضمانت دیتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی عزتِ نفس اور دینی فعالیت کا باعث بنتا ہے۔

13.1 اسلامی معاشی نظام کی بنیادی خصوصیات
(Salient Features of Islamic Economic System)

اسلام کا معاشی نظام ایک متوازن نظام ہے جو ایک طرف معاشرہ کی موثر تسکین کرتا ہے اور دوسری طرف انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں مکمل ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ اس نظام کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(1) ذاتی ملکیت کا حق (Right of Private Ownership)

دین اسلام کے مطابق ہر چیز کا مالک اللہ ربّ العالمین ہے۔ اس نے ذاتی ملکیت کا حق انسان کو عطا کیا ہے لیکن یہ حق ملکیت مطلق نہیں ہے بلکہ فرد کے حق ملکیت پر دوسرے افراد اور معاشرے کے مجموعی مفاد کی خاطر ضروری پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ ہر فرد کے مال میں اس کے قریبی عزیزوں، ہمسایوں، دوستوں، حاجتمندوں اور غریبوں کے حقوق کی ادائیگی پر رضا کارانہ طور پر زور دیا گیا ہے مثلاً صدقہ، زکوٰۃ، خیرات، وقف وغیرہ۔

(2) وسائل سے بھرپور استفادہ (Maximum Utilization of Resources)

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسان کے فائدے کے لئے بے شمار وسائل رکھے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان فکر وعمل کی صلاحیتوں کو پورے طور پر استعمال میں لاکر ان وسائل کو اپنے اور دیگر انسانوں کے فائدے کے لئے استعمال میں لائے۔ ترکِ دنیا اور دنیاوی لذت سے منہ موڑنا خدا ترسی نہیں ہے بلکہ اسی دنیا کے اندر رہتے ہوئے علم وفنون کے حصول اور اس کے انسانی فلاح کے لئے استعمال پر زور دیا گیا ہے تاکہ نئی نئی ایجادات اور اختراعات کے ذریعے اس کی بھلائی کے لئے ان وسائل کو استعمال میں لایا جاسکے۔

(3) حصولِ رزق حلال اور اُس کا استعمال (Fair Means of Acquisition and Use of Provisions)

اسلام نے حصول رزقِ حلال پر بے حد زور دیا ہے۔ چنانچہ محنت کی عظمت کی جو مثال دینِ اسلام میں پیش کی گئی ہے وہ کسی اور نظام کا خاصا نہیں۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو گداگر بن کر رہنے، دوسروں کے سامنے سوال کرنے اور محتاج رہنے کی مذمت کرتا ہے۔ محنت کرنے والے کو اللہ کا دوست قرار دیتا ہے لیکن دولت کے کمانے کے حلال ذرائع کو پسند کرتا ہے۔ ناجائز ذرائع سے دولت کمانے اور خرچ کرنے کو حرام قرار دیتا ہے۔ چوری، رشوت، جوا، سود، دھوکہ دہی، نشہ آور اشیا کی پیداوار اور خرید وفروخت حتیٰ کہ ایسی اشیا کی نقل وحمل (Transportation) بھی اسی فہرست میں شامل ہیں۔ اسی طرح مصوری، بت گری وبت فروشی، موسیقی، ذخیرہ اندوزی، کم ناپنا وتولنا، جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچنا، ڈاکہ زنی، مالک کی اجازت کے بغیر شے لینا اور خرید وفروخت کرنا وغیرہ حرام قرار دیا گیا ہے۔ اسلام حرام مال کھانے کو حرام قرار دیتا ہے۔

(4) صرف دولت میں اعتدال (Consumption within Limits)

چونکہ اسلام میانہ روی کا درس دیتا ہے اس لیے صرفِ دولت میں بھی میانہ روی پر زور دیا گیا ہے۔ جس طرح پیدائشِ دولت/حصول رزق کے لیے حلال ذرائع اپنانا ضروری ہے اُسی طرح صرفِ دولت کے لیے بھی حلال طریقے اپنانا از حد ضروری ہے بلکہ جائز مقامات پر بھی اعتدال سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسلامی معاشی نظام میں انسان کو حق دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو صرف کرے لیکن یہ حق مطلق نہیں ہے۔ اس حق کو کچھ حدود کے ساتھ محدود کر دیا گیا ہے مثلاً حلال ذرائع سے کمائے ہوئے مال کو حلال طریقے سے اور حلال چیزوں پر ہی خرچ کیا جائے اور یہ کہ انسان اپنے مال کو حقیقی ضروریات پر ہی خرچ کرے۔ اپنی زائد دولت میں دیگر ضرورت مند لوگوں کو بھی حصہ دار بنائے۔ اسلامی معاشرہ کے اجتماعی مفاد کے تحفظ کے لئے فرد کی ذات اور اخلاق و کردار کو تباہ کرنے والی اشیا مثلاً شراب، اور دیگر منشیات پر دولت صرف کرنے کو منع کیا گیا ہے۔ دولت کے بے جا خرچ یعنی اسراف کی ممانعت کی گئی ہے اور دولت سمیٹ کر رکھنے اور دینی ضرورت پر

خرچ نہ کرنے کو بھی ناپسند قرار دیا گیا ہے۔ نام ونمود اور عیش وعشرت کے لئے خرچ کرنے کی بھی مخالفت کی گئی ہے مثلاً سورۃ الفرقان میں اللہ کے پسندیدہ بندوں کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ نہ تو فضول خرچ ہوتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ ان کا رویہ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال کا ہوتا ہے۔

(5) مال ودولت کے خزانے جمع کرنے کی ممانعت (Prohibition of Storing Wealth)

اسلامی نظام معیشت میں دولت کمانے کے لئے جائز ذرائع اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے اور ناجائز ذرائع کو حرام قرار دیا گیا ہے جبکہ دولت کے خرچ کرنے کے سلسلہ میں اسراف (فضول خرچی) اور بخل (کنجوسی) سے منع کیا گیا ہے۔ اسلام دولت کو سمیٹ کر رکھنے، اپنی ذاتی ضروریات اور خاندانی ضروریات پر خرچ نہ کرنے اور اللہ کی راہ میں غریبوں اور ضرورت مندوں پر خرچ نہ کرنے کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشی نظام کے محاسن کسی بھی معاشی نظام سے بدرجہا بہتر ہیں جو لوگ بچا بچا کر مال جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے وہی مال روزِ محشر اُن کے لیے وبال جان بن جائیگا۔

- مال ودولت جمع کر کے رکھنے اور بخل کے نتیجے میں دولت کا بہاؤ رک جاتا ہے۔ جس سے مارکیٹ میں پیدا شدہ اشیا کی فروخت میں کمی آتی ہے۔ سرمایہ کاری میں بھی کمی آجاتی ہے۔ اشیائے سرمایہ اور آلات پیدائش سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے۔ بیروزگاری اور معاشی بحران پیدا ہوتے ہیں اور یوں اللہ کی رحمت اور خیر وبرکت سے انسان محروم ہوجاتا ہے۔

(6) گردشِ دولت پر زور (Emphasis on Circulation of Wealth)

اسلامی نظام معیشت جہاں اشیا وخدمات کی پیداوار پر زور دیتا ہے وہاں دولت اور آمدنی کی منصفانہ تقسیم پر بھی زور دیتا ہے۔ اس نظام میں سب سے زیادہ زور دولت کی گردش پر دیا گیا ہے تاکہ دولت صرف امرا کے درمیان میں گردش نہ کرتی رہے بلکہ دولت کا رخ امرا سے غربا کی طرف ہوجائے اور معاشرے کے تمام طبقات بہتر زندگی گزارنے کے قابل ہوسکیں۔ اسلام نے والدین، عزیز واقارب، ہمسائیوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

اس سلسلہ میں اسلامی نظام معیشت میں رضا کارانہ اقدامات کے ساتھ ساتھ قانونی اقدامات بصورت زکوٰۃ، تقسیم میراث وغیرہ کئے گئے ہیں۔ صدقہ، فطرا اور کفارہ کو واجب قرار دیا گیا ہے۔

گردش دولت بڑھانے کے لئے قانونی اور رضا کارانہ اقدامات کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حسب ضرورت اور استطاعت کے مطابق امیروں پر ٹیکس لگاسکتی ہے۔ ان اقدامات کے علاوہ وہ تمام سرگرمیاں ممنوع قرار دی گئی ہیں جو گردشِ زرودولت میں رکاوٹ پیدا کریں۔ سود اور جوا حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ سٹہ بازی اور ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کی گئی ہے۔

(7) معاشی آزادی (Economic Freedom)

اسلامی معاشی نظام تمام افراد کے لئے رزق کی تلاش اور اسے حاصل کرنے کے یکساں مواقع کو یقینی بناتا ہے۔ اجارہ داریوں کی ممانعت اور مختلف افراد کو رنگ، نسل، قبیلے، یا کسی اور بنیاد پر خصوصی امتیازات کی ممانعت کرتا ہے۔ اس آزادی پر ایک ہی رکاوٹ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آزادی کا استعمال شریعت کی حدود کے اندر رہ کر کیا جائے۔

(8) مساویانہ تقسیم دولت (Equitable Distribution of Wealth)

اسلام دولت کی تقسیم کو نہ تو افراد کے ہاتھوں میں کھلا چھوڑ کر طبقاتی تقسیم کی راہ کھولتا ہے اور نہ ہی مساوی تقسیم دولت کا قائل ہے۔ اس لئے کہ مساوی تقسیم دولت نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی محنت کی تقسیم کار (Division of Labour) کے تقاضے پورے کرتی ہے۔ اسلامی معاشی نظام اس کے مقابلہ میں آمدنی و دولت کی منصفانہ بنیادوں پر تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے دولت کو حلال ذرائع سے کمانے پر زور دیا گیا ہے اور حرام کی کمائی کی بھرپور مذمت کی گئی ہے اور اسے اپنے نفس کو قتل کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے (بحوالہ سورۃ النساء: 29) اس کے بعد عاملین پیدائش کے معاوضوں کے تعین اور ادائیگی میں تقویٰ، خوفِ خدا اور عدل پر زور دیتا ہے اور اس سے آگے بڑھ کر ان کے ساتھ احسان، تعاون اور مساوات کے اصولوں پر عمل کرنے پر اُبھارتا ہے۔ ان سب احتیاطوں کے باوجود اگر دولت کی تقسیم میں ناہمواری پیدا ہوتی ہے تو زکوٰۃ و صدقات اور دیگر اقدامات کے ذریعے اس تقسیم کو منصفانہ بنانے کی بھرپور سعی کرتا ہے۔

(9) اصلاحی ریاست کا معاشی کردار (Economic Role of Welfare State)

اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں نظام عبادات کی تشکیل اور قیام کے بعد زکوٰۃ پر مبنی نظام معیشت کو قائم کرنا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے لوگوں کی تکالیف کو دُور کر کے ان کی پریشانیوں کے خاتمہ پر زور دیتا ہے۔ ریاست کے سربراہ کو عوام کی ضروریات کی تکمیل کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔

رسول ﷺ کے ارشاد کے مطابق:۔

جس کا کوئی ولی (سرپرست) نہیں سلطان اس کا سرپرست ہے۔

اس طرح ہر فرد کے لئے بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کو ریاست کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ ان بنیادی ضروریات میں خوراک، لباس اور رہائش ہی شامل نہیں ہیں بلکہ تعلیم اور صحت کو بھی ہر فرد کا حق قرار دیا گیا ہے تاہم اس کی ترتیب کچھ یوں رکھی گئی ہے کہ سب سے پہلی ذمہ داری فرد پر اس کے بعد معاشرہ پر اور آخری چارہ کے طور پر ریاست اس بات کا اہتمام کرے کہ کوئی شخص بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محروم نہ رہ جائے۔

(10) قیمتوں کی میکانیت (Price Mechanism)

اسلامی معاشی نظام طلب و رسد کی قوتوں پر انحصار کرتا ہے۔ جس سے قیمتیں متعین ہوتی ہیں اور یہ قیمتوں کا نظام معاشی سرگرمیوں کا رخ متعین کرتا ہے تاہم اسلامی معاشی نظام میں قیمتوں کے نظام کو بے لگام اور کھلا نہیں چھوڑا گیا بلکہ اخلاقی نظام کے نفاذ کے ذریعے ایک نظم و ضبط میں جکڑا گیا ہے۔ یہ اخلاقی اقدار انسان کی راہ کو کھوٹا ہونے اور غلط طور پر کمائی کرنے، قیمتوں پر اثر انداز ہونے سے روکتی ہیں۔

13.2 بلاسود بنکاری (Interest Free Banking)

سود یا ربوٰ (Interest or Usury)

معاشیات میں سود سرمایہ کے استعمال کا معاوضہ کہلاتا ہے۔ قرآن و سنت میں سود کے لئے لفظ ''ربوٰ'' آیا ہے، ربوٰ کے معنی ہیں اضافہ ہونا، نشوونما پانا، بڑھنا، پھلنا پھولنا، مگر اس طرح کا اضافہ اسلام میں حرام ہے۔

قرآن پاک اس خاص قسم کی بڑھوتی کو حرام قرار دیتا ہے جو اُدھار کے لین دین میں دی یا لی جاتی ہے۔ ربٰو کی تعریف یوں کی جاتی ہے: ایک شخص اپنا مال دوسرے کو قرض دیتا ہے اور یہ شرط طے کرتا ہے کہ اتنی مدت گذرنے پر وہ اس پر اتنی رقم زائد وصول کرے گا۔ اس زائد رقم کو سود یا ربٰو کہتے ہیں جو محض مہلت کا معاوضہ ہے۔ سودی لین دین کا رواج اسلام سے پہلے بھی تھا جسے دورِ جاہلیت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی سختی سے ممانعت اور مذمت فرمائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے سودی کاروبار میں کسی بھی سطح اور کسی بھی حیثیت میں شامل ہونے والوں کو گناہ گار قرار دیا ہے۔

اسلام نے سود کو کیوں حرام قرار دیا؟

اسلام نے سود کو بہت سختی کے ساتھ حرام قرار دیا ہے۔ قرآن پاک اور احادیث میں سودی لین دین کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے اور سود کے لین دین میں مصروف لوگوں کو باز آجانے کے لئے کہا گیا ہے اور باز نہ آنے کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے جنگ کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سودی لین دین ظلم پر مبنی نظام ہے۔

سود کی خرابیوں اور مفاسد کی وجہ سے دنیا کے ہر مذہب نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

1. اخلاقی اعتبار سے سود انسان کو خود غرض، بخیل اور تنگدل بناتا ہے جبکہ اسی کے مقابلہ میں اللہ کی راہ میں صدقہ دینے سے ہمدردی، قربانی و ایثار، اور اعلیٰ ظرفی کی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔
2. معاشرتی اعتبار سے خود غرضی اور بخل کے نتیجے کے طور پر معاشرہ میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور باہمی ربط و تعاون میں کمی آتی ہے۔
3. معاشی اعتبار سے سود سرمایہ کاری کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ سود کی بجائے منافع میں شرکت سے سرمایہ کاری کے راستے کی تمام رکاوٹیں دُور ہوجاتی ہیں۔ روزگار کی سطح بلند ہوتی ہے۔
4. سود عمل پیدائش اور پیداواری عمل کے ہر مرحلہ پر مصارف پیدائش میں شامل ہو کر مہنگائی اور افراطِ زر کا سبب بنتا ہے اور صارفین کی زندگی مشکل ہوجاتی ہے۔
5. سودی نظام کے نتیجے میں تقسیم دولت کا نظام خراب ہوتا ہے۔ سرمایہ مزید سرمایہ کو کھینچتا ہے اور دولت مندوں کی دولت بڑھتی جاتی ہے اور غریب و امیر کے درمیان خلیج بڑھتی جاتی ہے۔
6. اسی طرح تجارتی چکروں (Business Cycles) کے پیدا ہونے کی دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ ایک وجہ سود ہے۔ جس سے تجارتی اُتار چڑھاؤ پیدا ہوتا ہے اور معیشت بحران کا شکار ہوجاتی ہے۔
7. سود کی وجہ سے معیشت میں وسائل کی تخصیص عوام و صارفین کی ضرورت کے تحت نہیں بلکہ سود کی شرح کے مطابق طے ہوتی ہے اور وسائل کا رخ ضروریاتِ زندگی کی بجائے عیش و عشرت کے سامان کی پیداوار کی طرف ہوجاتا ہے۔
8. بین الاقوامی اور قومی قرضوں پر سود کی ادائیگی کی وجہ سے پوری قوم مشکل کا شکار ہوتی ہے۔ بجٹ، مصارف قرضہ (سود اور قرضہ کی واپسی) کی وجہ سے غیر متوازن ہوجاتا ہے۔ وسائل ترقیاتی کاموں پر خرچ ہونے کی بجائے سودی قرضوں کی ادائیگی اور سود کی

ادائیگی پر خرچ ہوتے چلے جاتے ہیں اور پوری معیشت ناسازعد معاشی حالات کا شکار ہو جاتی ہے۔

اقدامات (Measures)

سودی بنکاری کو غیر سودی بنکاری میں تبدیل کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔

سود کے معاشی، معاشرتی اور اخلاقی نقصانات کی وجہ سے ضرورت ہے کہ پورے نظام معیشت کو سود سے پاک کیا جائے۔

خاص طور پر نظام بنکاری کو غیر سودی بنیادوں پر قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مومن اپنے دین وایمان اور مال کی حفاظت اچھے طریقے پر کر سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے مال میں جائز طریقے سے اضافہ کر سکیں۔

اس ضمن میں اسلام سود کے متبادل کے طور پر نفع ونقصان میں شرکت کی بنیاد فراہم کرتا ہے جو بھی جمع شدہ رقوم ہوں ان کو کاروبار میں لگایا جائے جو بھی اصل نفع ہو وہ کاروباری فریقوں میں طے شدہ نسبتوں سے تقسیم کر دیا جائے۔ یہ کام:

1 دو افراد کے درمیان بھی سرانجام پا سکتا ہے، یا

2 سرمایہ کاری کی کمپنیوں کے ذریعے، یا

3 بنکوں وغیرہ کے ذریعے۔

1 موجودہ صورت میں بنک صرف مالیاتی ادارہ ہوتا ہے جو اپنے کھاتے داروں کی رقوم کو جمع کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو قرض دیتا ہے۔ گویا بنک قرضوں کا کاروبار کرتا ہے۔ اس کے برعکس اسلامی بنکاری میں بنک ایک مالیاتی ادارہ ہی نہیں بلکہ ایک سرمایہ کار بھی ہے اور یوں بنک معیشت کی ترقی میں عملی کردار ادا کر سکتا ہے۔ یہ صورت شراکت کہلاتی ہے۔ جس میں دونوں فریق اپنے سرمایہ اور محنت کے ذریعے باہم شریک ہو جاتے ہیں اور نفع ونقصان میں برابر شریک ہوتے ہیں۔

2 اس کی دوسری صورت مضاربت کی ہے جس میں ایک فریق سرمایہ فراہم کرتا ہے اور دوسرا فریق محنت کرتا ہے۔ نفع میں دونوں فریق طے شدہ نسبتوں سے شریک ہوتے ہیں اور نقصان کی صورت میں صاحب سرمایہ کو یہ نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

3 شراکت ومضاربت کے ساتھ ساتھ کچھ دوسرے متبادلات بھی ہیں جنہیں محدود طور پر سرمایہ کاری کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ان میں مرابحہ، اجارہ، سلم، بیع، استصناع وغیرہ شامل ہیں۔

بنک کا کاروبار (Business of Bank)

بنک کا کاروبار درج ذیل صورتوں میں ہوگا۔

(1) بالمعاوضہ خدمات (Payment Services)

معاوضہ کی ادائیگی پر خدمت کی فراہمی مثلاً یوٹیلیٹی بلوں کا جمع کرنا، رقم کی منتقلی، لاکرز کی سہولت وغیرہ۔

(2) شراکت ومضاربت کے اصول پر سرمایہ کاری
(Investment on the Basis of Shirakat and Modarbah)

کھاتے داروں سے حاصل کردہ رقوم کو سرمایہ کاری کے لیے کاروباری لوگوں کو شرکت یا مضاربت کی بنیاد پر فراہم کیا جاتا ہے۔

شراکت میں نفع ونقصان میں شرکت ہوتی ہے(PLS- Profit and Loss Sharing) اور مضاربت میں فریقین منافع میں شریک ہوتے ہیں(Profit Sharing)۔

(3) بلامعاوضہ خدمات (Free Services)

بنک اپنے کھاتے داروں کو بلا معاوضہ خدمات بھی فراہم کرسکتا ہے جن پر وہ کوئی منافع وصول نہیں کرے گا مثلاً قرض حسنہ کی فراہمی وغیرہ۔

(4) عملی پیش رفت (Development in Practical Field)

غیر سودی بنکاری کا آغاز مصر میں ایک ادارے کے قیام سے ہوا جس کا نام ''مت غمر سوشل بنک'' رکھا گیا۔ یہ بنک زرعی مقاصد کے لیے کام کرتا تھا۔ اسی سال ملائشیا میں ''تبونگ حاجی'' کے نام سے ایک بنک کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے کھاتے داروں کی تعداد 40لاکھ سے زائد ہے۔ 1975 میں دبئی اسلامک بنک قائم کیا گیا۔ اسی سال اسلامی ترقیاتی بنک (Islamic Development Bank) کا قیام OIC کے تحت عمل میں لایا گیا جو کہ مسلم ممالک کو ان کی ضروریات کے پیش نظر قرضے فراہم کرتا ہے۔ دو بڑے گروپ اسلامی بنکاری کے میدان میں سرگرم عمل ہیں ان میں سے ایک کا نام ''دارلمال الاسلامی'' اور ''البرکہ'' ہے۔ یہ ملٹی نیشنل ادارے ہیں اور ان دونوں گروپوں نے مختلف ممالک میں اسلامی بنک قائم کئے ہیں۔ غیر سودی بنکوں میں ایک بڑا نام اسلامی بنک بنگلہ دیش کا ہے۔ اس کی ملک بھر میں ایک سو چالیس سے زائد برانچیں ہیں۔ یہ بنک اپنے کھاتہ داروں کو بنگلہ دیش کے عام بنکوں سے زیادہ شرح سے منافع دے رہا ہے۔ اور بنگلہ دیش کی تجارت کا 10 فی صد اس بنک کے ذریعے ہو رہا ہے۔

غیر سودی بنیادوں پر اس وقت دنیا بھر میں 250 سے زائد بنک دنیا کے پچاس ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ غیر سودی بنکاری کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور پھیلاؤ کی وجہ سے دنیا کے بڑے بڑے ادارے مثلاً آئی ایم ایف (IMF)، ورلڈ بنک (WB) اور آئی ایف سی (IFC)، غیر سودی بنکوں سے معاملات کے حوالے سے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ آئی ایم ایف اسی سلسلہ میں بیس سے زائد جائزے تیار کروا چکا ہے۔

پاکستان میں غیر سودی بنکاری (Interest Free Banking in Pakistan)

پاکستان میں بلاسود بنیادوں پر سب سے پہلے جولائی 1979ء کو تین اداروں میں کام شروع ہوا۔ ادارے درج ذیل ہیں:

1۔ پاکستان سرمایہ کاری کارپوریشن (ICP)

2۔ قومی سرمایہ کاری ٹرسٹ (NIT)

3۔ تعمیر مکانات کی مالی کارپوریشن (HBFC)

یہ تینوں ادارے مضاربہ کمپنیوں کے طور پر رجسٹرڈ کئے گئے اور انہوں نے شرعی بنیادوں پر کام شروع کیا۔

یکم جولائی 1981 پاکستان کے بنکاری نظام میں نفع ونقصان میں شراکت (Profit and Loss Sharing) کی بنیاد پر کھاتے کھولنے کا آغاز ہوا۔ فیصلہ کیا گیا کہ بنکوں سے جاری کئے گئے قرضے بھی سود سے پاک ہوں گے اور سود کی بجائے شراکتی مدتی سرٹیفکیٹ

(Participation Term Certificate) کا اجرا کیا گیا۔

یکم جولائی 1984 سے تجارتی بنکوں کو غیر سودی بنیادوں پر قرضے جاری کرنے کا حکم دیا گیا۔ یکم جولائی 1985 سے تمام ملکی بنک حکومت بنکاری شعبہ، کارپوریشنوں اور مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کو غیر سودی بنیادوں پر کام کرنے کا حکم جاری کیا گیا اور سودی کھاتوں کے بجائے بچت اور معیادی امانتوں کو نفع ونقصان میں شراکت (PLS) میں تبدیل کرنے کو کہا گیا۔ اسی طرح نظام بنکاری کو اسلام اور غیر سودی بنیادوں پر کام کرنے کی طرف پیش رفت ہوئی لیکن بعد کے حالات میں کئی وجوہات کی بنا پر اس معاملہ کو عدالت میں لے جایا گیا۔ نومبر 1991 کو وفاقی شرعی عدالت نے کئی سال کی مالیاتی قوانین اور لین دین کے طریقوں کو خلاف شریعت قرار دے کر 3 جون 1992 تک اسلامی اصولوں کے مطابق بدلنے کا حکم دیا۔ بعد میں حکومت نے سپریم کورٹ کے شرعی بنچ میں اس حکم کو چیلنج کر دیا۔ 23 دسمبر 1999 کو شریعت بنچ نے موجودہ نظام بنکاری کو سودی قرار دے دیا اور حکومت کو مارچ 2001 تک مہلت دے دی اور سٹیٹ بنک کو اعلیٰ اختیاراتی کمیشن بنانے کی ہدایت کی تاکہ وہ عدالت کے فیصلہ کی روشنی میں اقدامات کرے، تاہم بعد میں حکومت ایک دفعہ پھر عدالت میں گئی اور اس معاملہ پر حکم امتناعی لے لیا اور یوں یہ معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا اور آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔

13.3 اسلامی معاشی نظام کی بنیادی اقدار (Basic Values of Islamic Economic System)

انسان اور حیوان میں فرق کرنے والی شے انسان کا اخلاقی حسن ہے۔ لالچ، حرص، ذاتی مفاد، غصہ، اور اپنی نسل کی بقا وغیرہ کے حوالہ سے انسان و حیوان میں کوئی فرق نہیں لیکن جانوروں میں اچھائی، بُرائی، اور نیکی و بدی کا شعور نہیں ہوتا جبکہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی کے احساس کو پیدا کر دیا ہے۔

اسلام ایک فرد میں صبر، استقامت، حوصلہ، نرمی، تحمل، شجاعت، عدالت، معاملہ فہمی، فیاضی، رحم، انصاف، صداقت، امانت، دیانت، وعدے کی پابندی، اور دوسروں کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنا چاہتا ہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور مکمل دین ہے۔ یہ انسان کی فلاح کے لئے پُرسکون اور مثالی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسی لئے اسلام اخلاقی اقدار کی انسانی زندگی میں کارفرمائی چاہتا ہے۔

ان اخلاقی اقدار میں تقویٰ، عدل، احسان، مساوات، اور اعتدال کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

ان مقاصد کے لئے اسلام درج ذیل بنیادی اخلاقی اقدار پر زور دیتا ہے۔

(1) مساوات (Equality)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے حوالے سے ہر انسان کو مختلف صلاحیتوں اور فکر و نظر سے نوازا ہے۔ اس لحاظ سے تو تمام انسان برابر نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان فطری اختلافات کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان مستقل حد بندی کر کے انسانوں کو طبقات میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے ناطے ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔ ہر انسان کے خون کا رنگ ایک ہے۔ رنگ، نسل، علاقے اور قبیلے کی بنیاد پر ایک انسان کو بالاتر اور دوسرے کو کمتر سمجھنا غلط ہے۔ اس لحاظ سے ہر انسان کے حقوق و فرائض مساوی ہیں۔

رسول ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے تھے۔ پس کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر فضیلت نہیں، فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔

اسلام انسانوں کے درمیان باہمی مساوات کو مضبوط و مستحکم بنا کر انفرادی و اجتماعی سطح پر عملی زندگی میں اس کا اظہار چاہتا ہے۔
معاشی سطح پر مساوات کے اطلاق کے ضمن میں اسلام چاہتا ہے کہ:

(i) تمام انسان اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیا اور نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا مساوی حق رکھتے ہیں مثلاً دریا، پہاڑ، چشمے، جنگل کی لکڑی، قدرتی درختوں کے پھل، خودرو گھاس چارہ اور ہوا وغیرہ۔
(ii) معاشی اجارہ داریاں قائم کرنے کے نتیجے میں طبقاتی مفادات وجود میں آتے ہیں جو کہ مساوات کے خلاف ہیں۔
(iii) ہر انسان، مسلمان یا کافر کے لئے ضروریات زندگی کا حصول بقائے زندگی کے لئے ضروری ہے خاندان کی مضبوطی، معاشرتی اقدار کے ذریعے ہر فرد کو بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی ان کا حق ہے۔
(iv) معاشرے کے ہر فرد کے لئے رزق حاصل کرنے کے یکساں مواقع کی فراہمی ضروری ہے۔

(2) عدل (Justice)

عدل کے لغوی معنی ہیں کسی شے کو اس کے مقام پر رکھنا، یعنی جس کا جو مقام ہے وہ اسے عطا کرنا۔ نہ تو اصل مقام سے گرانا اور نہ ہی اس کے مقام سے بلاوجہ زیادہ کا معاملہ کرنا۔ عدل کے دوسرے معنی ہیں "جو جس کا حق ہے اسے دے دینا"۔ گویا اصطلاحی معنوں میں انصاف اور عربی لغت کے اعتبار سے لفظ "قسط" عدل کے ان معانی کو بیان کرتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے حقدار کو اس کے حق سے محروم کرنا ظلم ہے اور حقدار کو اس کا حق پہنچانا ظلم کے بالمقابل عدل ہے جس کا مطلب کسی کو اس کے حق سے محروم نہ کرنا۔ عدل کو تقویٰ کے قریب ترین قرار دیا گیا ہے اور تقویٰ ایسی خصوصیت ہے جو عبادات کی روح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات اور انسان کو عدل پر قائم کیا ہے کائنات کا حسن اسی 'عدل' پر قائم ہے۔

معاشیات کے دائرہ میں عدل کو "معاشی عدل" (Economic Justice) کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد ہے کہ پیدائشِ دولت، صرفِ دولت، تبادلہ دولت اور تقسیم دولت کے جملہ معاملات کو عدل و انصاف کی بنیاد پر چلایا جائے تاکہ معاشی سرگرمیاں صحت مند بنیادوں پر جاری ہوں اور معاشرہ میں رہتے ہوئے افراد اپنی ضروریات، عزت و وقار کے ساتھ حاصل کر سکیں۔

اسلام غربت و قحط سالی اور معاشی بدحالی کو ایمان کے لئے خطرہ تصور کرتا ہے۔ تلاش رزق کو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کا نام دیتا ہے۔ انسانوں کے لئے معاشی خوشحالی کے لئے اسلام ایک جامع نظام دیتا ہے جس کی بنیاد عدل پر ہے۔

صرفِ دولت کے ضمن میں کفایت شعاری اور میانہ روی پر زور دیا گیا ہے۔ فضول خرچی اور بخل سے منع کیا گیا ہے۔ زائد از ضرورت وسائل کو مستحق حاجت مندوں اور غریبوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیدائش دولت کے ضمن میں انسان اپنی توانائیاں پیداواری اور تعمیری کاموں میں صرف کرے۔ فارغ رہ کر وقت ضائع کرنے کی بجائے تعمیری کاموں میں ہی وقت صرف کیا جائے۔ گداگری سے بچے اپنے کمائے

ہوئے مال کو ضرورت مندوں تک پہنچایا جائے۔ ہر قسم کے حرام کاروبار اور حرام اشیا کی پیداوار اور حرام خدمات سے بچا جائے۔ تقسیمِ دولت کے ضمن میں اسلام چاہتا ہے۔ عاملینِ پیدائش کے معاوضوں کا تعین اور ادائیگی عدل وانصاف پر ہو دھوکہ دہی اور فریب سے بچا جائے۔ عیاشانہ طرزِ زندگی سے بچا جائے۔ اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کی تلقین کے ساتھ زکوٰۃ کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ کاروباری معاملات میں لین دین کو باہمی رضامندی کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ ریاست پر ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ تمام شہریوں کے لئے ان کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ ٹیکسوں کی وصولی اور اخراجات کے ضمن میں عدل کا دامن چھوٹنے نہ پائے۔ مالک اور مزدور کے تعلقات میں عدل کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ گویا انفرادی واجتماعی طور پر اسلام ہر معاملہ میں عدل کو کارفرما دیکھنا چاہتا ہے۔

(3) احسان (Goodness)

احسان کے لغوی معنی ہیں 'حسن اور خوبصورتی' اور اس سے مراد ہے دوسروں کے ساتھ نیکی وبھلائی کرنا، اچھا کام کرنا، کام کو اچھے طریقے سے سرانجام دینا، دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔

جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی تکلیف سے نجات دے اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے اور مقروض کو معاف کر دے۔ یہی بات قرآن پاک میں یوں فرمائی گئی ہے کہ اگر مقروض تنگدست ہو تو اسے فراوانی تک مہلت دے دو۔

قرآن وحدیث سے یہ مثالیں واضح ہیں کہ اسلام انسانی زندگی میں احسان کو کس قدر اہمیت دیتا ہے۔

احسان کا تقاضہ ہے کہ تنگدست اور محتاج انسانوں کی مالی امداد کی جائے۔ ان کی غربت کے خاتمے اور معاشی مشکلات میں کمی کے لئے کوشش کی جائے۔ احسان کا درجہ عدل سے آگے ہے۔ عدل کرتے ہوئے انسان کسی بھی فرد کو اس کا حق ادا کرتا ہے اور احسان کرتے ہوئے اس کے حق سے زیادہ ادا کرتا ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشرہ میں خیر اور بھلائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ احسان کے نتیجے میں معاشرہ میں راحت وآرام اور امن وسکون حاصل ہوتا ہے۔

معاشی زندگی میں احسان کا تقاضا ہے کہ انسان عیش وعشرت سے بچتے ہوئے، اعتدال کے دائرے میں رہتے ہوئے، ضروریاتِ زندگی کو حاصل کرے اور استعمال کرے۔ اپنی ذاتی ضروریات کی تسکین کے ساتھ ساتھ باقی مخلوقِ خدا کو اس میں شریک کیا جائے۔ اپنے خاندان کی جملہ ضروریات کو پورا کرنا عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں، ملازموں، ہمسایوں، محتاجوں، مقروضوں، یتیموں اور بیواؤں کو بھی اپنے مال میں شریک کیا جائے۔ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلق کو مضبوط بنانے کے لئے تحفے دینے کی ترغیب رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔ ایک دوسرے کی روزمرہ ضرورت کی چیز رعایتاً دینے میں قرآن زور دیتا ہے۔

عملِ پیدائش میں عاملین پیدائش خصوصاً مزدوروں، مزارعوں، اور ملازموں کے معاوضوں کی ادائیگی میں عدل سے بڑھ کر احسان کا معاملہ کیا جائے۔ آجر منافع کمانے کے ساتھ ساتھ معاشرتی بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ بے روزگاری، بیماری، حادثات، آلودگی کے خاتمے اور تعلیم وصحت کے میدان میں اپنا حصہ ڈالیں۔ عملِ پیدائش میں کام کے ماحول، جگہ، کام کے طریق کار اور ٹیکنالوجی کے انتخاب میں بھی اسی اصول کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ مختلف آفات مثلاً زلزلہ، سیلاب جیسی کیفیات میں نفع یا نقصان سوچے بغیر ایثار وقربانی کا مظاہرہ کیا جائے۔

اشیا و خدمات کے تبادلہ کے میدان میں ناپ اور تول میں فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گاہک کو فائدہ پہنچایا جائے۔
نبی اکرم ﷺ نے خرید و فروخت کے دوران نرم خوئی کرنے والے کے لیے دُعا فرمائی اور فرمایا کہ جب وزن کرو تو جھکتا ہوا پیمانہ دو۔

مقروض کے لئے اگر ممکن ہو تو قرض کی واپسی کے موقع پر کچھ زائد رقم قرض خواہ کو ادا کرے (لیکن یہ معاملہ شرط نہ ہو ورنہ سود ہوگا)۔ اسلامی ریاست کو اپنے شہریوں سے عدل سے بڑھ کر احسان کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ عفو و درگزر کو اختیار کیا جائے۔ حتیٰ کہ زکوٰۃ کی وصولی کے معاملہ میں بھی نرمی کا مظاہرہ کیا جائے۔ رسول ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کرنے کے بعد یمن روانگی کے موقع پر ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ زکوٰۃ کی وصولی کے موقع پر لوگوں کے اچھے اچھے مال کو چھانٹ کر نہ لینا۔ گویا قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں احسان کی کارفرمائی۔ جزوی معاشیات اور کلی معاشیات سمیت زندگی کے ہر شعبہ میں ہے۔

(4) ارتکاز دولت اور بے جا خرچ کا خاتمہ
(Elimination of Concentration of Wealth and Wasteful Consumption)

دینِ اسلام میں جہاں دولت کمانے کے غلط طریقوں کی ممانعت کی گئی ہے وہاں جائز طریقوں سے کمائی ہوئی دولت کے بے جا خرچ کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

دینِ اسلام دینِ فطرت ہے اور ہر اس کام کو ناپسند کرتا ہے جس کے نتیجے میں معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہو۔ ارتکازِ دولت اور دولت کے چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے معاشی ناہمواریاں اور معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ معیشت میں موثر طلب پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اشیائے ضرورت اور آسائشات کی بجائے معاشرے کے اشیائے تعیش پر اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور ایسی ہی اشیا کی پیداوار کو فروغ حاصل ہوتا ہے جس سے بہت سی معاشی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن پاک نے دولت کو جمع کر رکھنے اور ضرورت مندوں تک نہ پہنچانے کی مذمت کرتے ہوئے دردناک عذاب کی وعید سنائی۔

اسلام چاہتا ہے کہ دولت صرف امرا کے پاس نہ رہے اور صرف امرا کے درمیان میں گردش نہ کرتی رہے۔ بلکہ امرا اپنے مال میں غریبوں کا حصہ باقاعدہ نکالیں۔ قرآنِ پاک اسے غریبوں کا حق قرار دیتا ہے۔

اسلام میں جہاں دولت کے جمع کرنے اور خزانے بنا بنا کر رکھنے کی مذمت کی گئی ہے وہاں دولت کے بے جا خرچ اور اسراف کو ناپسند کیا گیا ہے۔

قرآنِ پاک فضول خرچ لوگوں کو شیطان کے بھائی قرار دیتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ قرآن پاک نے انسان کے لئے جو صحیح روش بتائی ہے وہ یہی ہے کہ اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے میں اعتدال اور میانہ روی کو اختیار کیا جائے۔ اسراف انسان کو بے ہمت بنا دیتا ہے اور یوں معاشرہ کی افرادی قوت کی قوت کار میں کمی آتی ہے اور یوں انسانی سرمایہ ضائع ہو جاتا ہے اور اعتدال کے نتیجے میں یہ بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے ذریعے افراد کی دولت کا ایک بڑا حصہ پیداواری کاموں کے لئے بچ جاتا ہے۔ جس کے صحیح استعمال کے نتیجے میں عوام کی حقیقی ضرورتوں کی تسکین کرنے والی اشیا کی پیداوار میں اضافہ ہو جاتا

ہے۔ معیشت استحکام حاصل کرتی ہے۔ خود انحصاری کی منزل کی طرف پیش قدمی ہوتی ہے۔

(5) شکر و قناعت (Austerity and Self-contentment)

اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک مومن سے دین اسلام یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ اللہ کی ذات پر توکل کرے۔ معاشی حاجات پوری کرنے کے لئے دنیاوی اسباب کو حلال اور جائز ذرائع کے اندر رہتے ہوئے اختیار کرے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس کو جو بھی روزی عطا فرمائے اس کو خوشی سے قبول کرے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص معاشی لحاظ سے تنگدستی کا شکار ہو تو وہ صرف اور صرف جائز ذرائع اختیار کرتے ہوئے اپنی معاشی جدو جہد کو جاری رکھے اور صبر و استقامت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرے اور ناشکری کا جذبہ اپنے اندر پیدا نہ ہونے دے۔

جب اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی نعمتوں سے نوازتے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ شکر کا ایک تقاضا یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اپنی زبان اور عمل کے ذریعے شکر ادا کرے اور اس کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اسی طرح شکر کا ایک تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن جائے اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ جائز اور حلال چیزوں پر مال کو خرچ کیا جائے۔ ناجائز اور حرام چیزوں پر خرچ سے بچا جائے۔ اسی طرح حلال چیزوں پر خرچ میں میانہ روی اختیار کی جائے۔ فضول خرچی اور بخل کا راستہ نہ اختیار کیا جائے۔

دین اسلام اپنے ماننے والوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ ہر حال میں شکر کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے بچتے رہیں۔ شکر کے جذبے کے تحت انسان اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں پر قناعت کو اختیار کرے۔ قناعت سے مراد ہے کہ حلال ذرائع سے انسان کو جو کچھ مل جائے انسان اس پر راضی اور مطمئن ہو جائے۔ لالچ اور حرص سے بچے۔ زیادہ سے زیادہ وسائل اور مال و دولت کے حصول کی خاطر حلال و حرام کی تمیز کو ختم نہ کرے۔ قناعت اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت ہے جو کہ انسانی زندگی میں سکون کا ذریعہ بنتی ہے۔ انسان کو بے سکونی اور پریشانی سے بچاتی ہے۔

13.4 نمائشی اخراجات اور ذخیرہ اندوزی کے اثرات

(Implications of Ostentation and Hoarding)

بنیادی طور پر نمود و نمائش انسانی اور اسلامی اخوت کے خلاف ہے کیونکہ یہ معاشی لحاظ سے پسماندہ اور کمزور لوگوں کے لئے تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔ دیکھنے والے افراد اپنے آپ کو کمتر محسوس کرتے ہیں۔ ان میں مایوسی پیدا ہوتی ہے۔ دلوں میں حسد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ محرومی کا جذبہ انسانوں بالخصوص نوجوانوں میں بغاوت کو اُبھارتا ہے اور وہ چوری، ڈکیتی، رشوت اور دیگر معاشی و معاشرتی خرابیاں پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے اسلام نمائشی اخراجات سے منع کرتا ہے مثلاً سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ مردوں کے لئے ریشمی لباس کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ صرف میانہ روی کو اختیار کرنے، فضول خرچی اور اسراف سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسی طرح اسلام ذخیرہ اندوزی کو بھی ایک برائی قرار دیتا ہے۔ محتکر (ذخیرہ اندوزی کرنے والا) وہ ہے جو ایسا غلہ خریدتا ہے جس

کے لوگ ضرورت مند ہوتے ہیں تا کہ انہیں لوگوں کی دسترس سے باہر کر کے روکے رہے اور عوام کے لئے ان کے نرخ گراں ہو جائیں۔ایسا آدمی خریدار عوام پر ظلم کا مرتکب ہوتا ہے۔اس وجہ سے صاحب (حاکم) کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب عوام کو ان اشیا کی ضرورت ہو تو ایسے (تاجر) لوگوں کو اپنا مال بازاری قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور کرے۔

ذخیرہ اندوزی اور احتکار شرفِ انسانیت کے خلاف ایک ایسا اقدام ہے کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا اپنے ذاتی اور محدود منافع کی خاطر خلق خدا کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔جن لوگوں کے وسائل محدود ہیں وہ یا تو اس صورت میں اشیائے ضرورت خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے یا اپنی ضرورت سے کم مقدار میں خریدنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اپنی ضروریات پوری نہیں کر پاتے۔اسی لیے اسلام اس ذہنیت کی مذمت کرتا ہے۔

دیگر معاشی نظامات (Other Economic Systems)

کسی ملک کے معاشی نظام سے مراد معاشرتی اور اقتصادی اداروں کا ایسا آئینی یا ہیئتی ڈھانچہ ہے جس کے تحت وہاں کے لوگ اپنے مادی وسائل کو استعمال میں لا کر ضروریاتِ زندگی کی اشیا و خدمات پیدا کرتے ہیں۔اس وقت دُنیا میں درج ذیل اہم معاشی نظام رائج ہیں۔

(الف) سرمایہ داری نظام (Capitalism)
(ب) اشتراکی نظام (Socialism)

(الف) سرمایہ داری نظام (Capitalism)

سرمایہ داری نظام ایسا نظامِ حکومت ہے جس میں عوام وسائل کی نجی ملکیت اور معاشی معاملات میں مکمل آزادی کا حق رکھتے ہیں۔ملک کے پیداواری ذرائع مثلاً زمین، جنگلات، دریا، کارخانے، معدنیات، کاروبار، مشینی آلات و دیگر ذرائع پر لوگوں کو نجی ملکیت کا حق حاصل ہوتا ہے۔ایسے نظام میں خدمات کی قیمتیں طلب و رسد کی قوتوں سے آزاد معیشتیں ہوتی ہیں۔معیشت کے اہم بنیادی مسائل، یعنی کون سی اشیا پیدا کی جائیں، کس طرح پیدا کی جائیں اور کس کے لیے پیدا کی جائیں وغیرہ سب مسائل آزادانہ نظام قیمت (Price Mechanism) کے تحت طے پاتے ہیں اس وقت یہ نظام امریکہ، برطانیہ، ایشیا اور اکثر یورپی ممالک میں کامیابی سے رائج ہے۔

سرمایہ داری نظام کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(i) اس نظام کے تحت تمام شہریوں کو وسائل پر نجی ملکیت کا حق حاصل ہوتا ہے جن کو وہ اپنی مرضی سے استعمال میں لا سکتے ہیں ہر شخص اپنی جائیداد اپنی اولاد کو ورثہ میں دے سکتا ہے۔

(ii) ہر شہری اپنی آمدنی کو استعمال کرنے اور منافع کمانے کے معاملے میں مکمل آزادی رکھتا ہے جس کے تحت وہ جو چاہے ملکی قوانین کو ملحوظِ خاطر رکھ کر پیدا کر سکتا ہے۔

(iii) تمام سرمایہ دار، تاجر اور صنعت کار منافع کے حصول کے لیے مکمل کاروباری آزادی رکھتے ہیں، جس کے تحت وہ اپنے وسائل کو

ذہنی، تعلیمی اور سرمایاتی استعمالات کے بل بوتے پر منافع کما سکتے ہیں۔

(iv) سرمایہ داری نظام میں قیمتوں کی میکانیت (Price Machanism) کو خاص اہمیت حاصل ہے جس میں اشیا و خدمات کی قیمتیں آزادانہ طور پر طلب و رسد کی قوتوں سے طے پاتی ہیں اور منڈی کی ناکاملیات پر قابو پایا جاتا ہے۔

(v) اس نظام میں ناظم (Entrepreneur) پیداواری عمل میں اہم کردار ادا کرتا ہے، جس میں وہ اپنی بھرپور صلاحیتوں کو استعمال میں لا کر منافع کی غرض سے کاروباری خطرات (Risks) سے کھیلتا ہے اور نفع ونقصان کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔

(vi) سرمایہ دارانہ نظام میں کاروباری طبقاتی کش مکش منافع کا باعث تو بنتی ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وسائل کے ایک بڑے حصہ پر امیر کاروباری افراد قابض ہو جاتے ہیں جو کم آمدنی والے کاروباری طبقے کا استحصال کرتے ہیں اور اس طرح دولت کا غیر مساویانہ تقسیم کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

(vii) صارف اس نظام کے تحت اشیا کی خریداری میں پسند و ناپسند کا پورا اختیار رکھتا ہے جس کی وجہ سے تاجر اشیا کی کوالٹی اور معیار کا صارف کی ترجیح، عادات کے مطابق خیال رکھتے ہیں اس طرح منڈی میں بہتر اشیا مہیا ہوتی ہیں۔

(ب) اشتراکی نظام (Socialism)

اشتراکی نظام کی بنیاد (Karl Marx) نے انیسوی صدی میں رکھی جس میں ملک میں موجود تمام وسائل پر حکومت کی ملکیت ہوتی ہے اور حکومت اپنے قائم کردہ مرکزی منصوبہ بندی ادارہ کے تحت اشیا و خدمات کی پیدائش ملکی مجموعی مفاد اور عوام کی فلاح و بہبود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کرتی ہے۔ اس نظام کے تحت تمام وسائل کے انتظام و انصرام پر حکومت کو دسترس حاصل ہوتی ہے، جس کی وجہ سے آمدنی کی مساویانہ تقسیم اور ملکی وسائل سے حاصل ہونے والے ثمرات سے سب فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اس نظام کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(i) اس نظام کے تحت تمام پیداواری ذرائع مثلاً مشینیں، کارخانے، صنعتیں، کاروبار اور دیگر ذرائع حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں اور حکومت ان کو استعمال کرنے میں سیاہ و سفید کی مالک ہوتی ہیں۔

(ii) اشتراکی نظام میں ہر شخص کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوتے ہیں کیونکہ حکومت ان وسائل سے حاصل ہونے والے ثمرات کو مجموعی قومی مفاد کے لیے استعمال کرتی ہیں۔

(iii) اس نظام میں آمدنی کی مساویانہ تقسیم ممکن ہوتی ہے کیونکہ حکومت وسائل کو استعمال کر کے عوام تک فلاح و بہبود کا راستہ ہموار کرتی ہیں۔

(iv) اس نظام معیشت میں انفرادی یا نجی کاروبار کو پروان نہیں چڑھایا جا سکتا کیونکہ تمام سرمایاتی وسائل حکومت کی ملکیت میں ہوتے ہیں اس لیے وسائل کو حکومت ہی بھرپور طریقے سے استعمال میں لاتی ہیں اور ثمرات کو تمام افراد تک پہنچاتی ہے۔

(v) ملکی وسائل کی تقسیم اور پیداواری معاملات کی منصوبہ بندی پر حکومت کو مکمل کنٹرول حاصل ہوتا ہے اس لیے انفرادی منصوبہ بندی ناممکن ہوتی ہے۔

(vi) ملک میں جمہوری ارتقا اور کاروباری عمل میں دھونس کی بجائے حق رائے دہی یا ووٹ کے ذریعے انقلاب لایا جاتا ہے۔

(vii) اس نظامِ حکومت میں وسائل کو جدید طریقوں پر استعمال میں لا کر بھرپور استفادہ کیا جاتا ہے اور وسائل کو ضائع ہونے سے بچایا جاتا ہے۔

13.5 سرمایہ داری، اشتراکیت اور اسلامی معاشی نظام کا موازنہ

(Comparison among Capitalism, Socialism and Islamic Economic Systems)

نظامِ سرمایہ داری (Capitalism) اور نظامِ اشتراکیت (Socialism) اپنے بنیادی فکر و فلسفہ کے اعتبار سے مادہ پرستی کی شاخیں ہیں اور دونوں ایک ہی سکہ کے دو رخ ہیں۔ اس لئے بظاہر مختلف سمتیں رکھنے اور اپنی تفصیلات میں مختلف ہونے کے باوجود ان کے ثمرات اور نتائج ایک جیسے ہیں۔ نظامِ سرمایہ داری نے ذاتی منافع کی ہوس کے ذریعے افراد کو اجتماعی مفاد سے دُور کر دیا اور معاشی آزادی کے نام پر بڑے بڑے سرمایہ داروں اور اجارہ داروں کو معاشی استحصال کی کھلی چھٹی دے دی ہے جبکہ نظامِ اشتراکیت نے اجتماعی ملکیت کے نام پر افراد سے ان کی جائیداد و کاروبار ہی نہیں چھینے بلکہ ان کی فکر اور ضمیر کو بھی چھین لیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ معاشرتی عدل (Social Justice) جو انسان کی بنیادی ضرورت ہے نہ تو اشتراکیت سے ہی مل پایا اور نظامِ سرمایہ داری میں تو اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں نظاموں کے علمبرداروں نے دنیا میں استعمار اور سامراج کا کردار ادا کیا قوموں اور عوام کی آزادی کو گروی رکھ کر ان کو دو وقت کی روٹی کے لئے محتاج بنا دیا۔

(الف) اسلامی معاشی نظام اور نظامِ سرمایہ داری (Islamic Economic System vs Capitalism)

1۔ تصورِ ملکیت (Concept of Ownership)

اسلام تمام وسائل کو خالق کائنات کی ملکیت قرار دیتا ہے اور انسانوں کو دیئے گئے حقِ ملکیت کو خدا کا عطیہ قرار دیتا ہے چونکہ زمین پر انسان کو نائب خدا بنایا گیا ہے اس لئے نائب خدا (خلیفہ اللہ فی الارض) ہونے کی حیثیت سے انسان بہت سی حدود کے ساتھ محدود کر دیا گیا ہے۔ اس طرح انسان اپنی ملکیتی اشیا کو استعمال کرنے میں آزاد نہیں بلکہ چند حدود کا پابند قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح کچھ چیزوں کو اسلام اجتماعی ملکیت قرار دیتا ہے۔ جن سے استفادہ ہر انسان کا حق ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام میں انسان کا حقِ ملکیت مطلق ہے۔ اس پر کوئی قدغن اور پابندی نہیں۔ انسان جیسے چاہے اپنے مال کو استعمال کرے اور جیسے چاہے اس میں اضافہ اور بڑھوتری کرے۔ اسی لئے سود، دولت کا ارتکاز اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ مختلف بُرائیاں نظامِ سرمایہ داری میں کاروباری خوبیاں قرار پاتی ہیں۔

2۔ سودی نظام (Interest Based System)

نظامِ سرمایہ داری میں کاروبار کی بنیاد سودی نظام پر ہے جس کے نتیجے میں دولت چند ہاتھوں میں جمع ہو جاتی ہے۔ معاشی اجارہ داریاں وجود میں آتی ہیں جو بڑھتے بڑھتے ملٹی نیشنل کمپنیوں کی شکل میں دنیا بھر میں پھیل کر معاشی استحصال کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اس پورے جال پھیلانے میں سود ان کی مدد کرتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام سودی لین دین کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس کا لین دین کرنے والوں کے خلاف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اسلام سود کو ظلم قرار دیتا ہے۔

3۔دولت کی تقسیم (Distribution of Wealth)

سرمایہ دارانہ نظام معیشت کا سارا زور پیدائش دولت پر ہے۔اس نظام میں دولت کی تقسیم کا کوئی مربوط طریق کار نہیں ہے۔جس کی وجہ سے دولت کا ارتکاز چند افراد اور چند خاندانوں تک محدود ہو جاتا ہے۔امیر طبقہ امیر تر اور غریب طبقہ غریب تر ہوتا جاتا ہے اور یوں امیر اور غریب کے درمیان فرق بڑھتا چلا جاتا ہے اور معاشرہ طبقہ امرا اور طبقہ غربا میں تقسیم ہو جاتا ہے۔اس کے برعکس اسلام نے تقسیم دولت کے ضمن میں ایک مربوط نظام دیا ہے جس کے تحت اول تو عاملین پیدائش کے معاوضوں کی ادائیگی میں عدل واحسان کو پیش نظر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں دولت کے ارتکاز اور تقسیم دولت میں خرابی کے خاتمے کا آغاز ہو جاتا ہے۔اس کے باوجود اگر دولت جمع ہوتی ہے تو صدقہ اور خیرات کے رضا کارانہ شعبہ کا قیام اور زکوۃ کی فرضیت کے ذریعے وراثت کی تقسیم کے احکام کے ذریعے، عید الفطر پر فطرانہ کی ادائیگی کے ذریعے، وقف کے اداروں کے قیام کے ذریعے دولت کی تقسیم کی راہ ہموار کی جاتی ہے اور دولت کے جمع ہونے کے راستے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

4۔دولت کمانے کے جائز ذرائع پر زور (Emphasis on Fair Means of Earning)

نظام سرمایہ داری دولت کمانے کے ہر ذریعے کو جائز قرار دیتا ہے۔اس کے لئے ہر اس اقدام کو ضروری قرار دیتا ہے جس سے منافع زیادہ سے زیادہ (Maximum) ہو سکے اب خواہ غلط اور گمراہ کن اشتہار بازی کے ذریعے ہو یا اشیا پر اجارہ داریوں کے ذریعے ہو۔ اس کے بالمقابل اسلام رزق کمانے کی جدوجہد کو حلال ذرائع کا پابند بناتا ہے اور ہر ایسے ذریعہ معاش کو ممنوع قرار دیتا ہے جو کہ معاشرے کی اخلاقی حالت کو بگاڑنے کا سبب بنے یا عوام الناس کے استحصال کا ذریعہ بنے۔

5۔معاشی نظام کی بنیادی قدریں (Basic Values of Economic System)

اسلام کے معاشی نظام کے بنیادی اُصول تقویٰ و پرہیز گاری، مساوات، عدل، احسان، اعتدال اور حلال وحرام کا جامع تصور ہیں جبکہ نظام سرمایہ داری کا ایک ہی اصول ہے کہ اپنے مال و دولت میں کیسے اضافہ ہو اور زیادہ سے زیادہ منافع کیسے کمایا جائے۔

6۔صرف دولت (Consumption of Wealth)

نظام سرمایہ داری میں مال کا مالک انسان بذات خود ہے۔وہ اپنے حق پر کسی ایسی پابندی کا قائل نہیں ہے جو کہ اسے اپنے مال کے استعمال سے روک سکے۔اس کے برعکس صرف دولت کے ضمن میں اسلام حلال وحرام کی پابندی کا حکم دیتا ہے۔اسراف کی ممانعت اور اعتدال کا حکم دیتا ہے۔اس طرح بخیلی سے بچنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

7۔اجارہ داریوں کا قیام (Establishment of Monopolies)

زیادہ سے زیادہ منافع کے لالچ میں نظام سرمایہ داری میں سرمایہ دار مل کر معاشی اجارہ داریاں قائم کرتے ہیں اور اپنی مرضی کی قیمتیں وصول کرتے ہیں۔اسلام معاشی اور ہر قسم کی اجارہ داریوں کا مخالف ہے۔کیونکہ اس کے نتیجے میں عوام اور صارفین کا استحصال ہوتا ہے۔

(ب) اسلام کا معاشی نظام اور نظام اشتراکیت (Islamic Economic System vs Socialism)

1۔ بنیادی فلسفہء حیات کا فرق (Difference in Basic Philosophy of Life)

اسلام اور اشتراکیت کے بنیادی فلسفہ زندگی میں فرق پایا جاتا ہے۔ اشتراکیت کی بنیاد زندگی کے مادی نظریہ پر ہے جس کے مطابق مادی ضروریات ہی انسان کی حقیقی ضروریات ہیں۔ اس لئے انسان کی مصروفیات کا محور ان ضروریات کا حصول ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس اسلام انسان کو زمین پر اللہ کا نائب اور خلیفہ تصور کرتا ہے اور انسان کو ایک ضابطہ حیات کا پابند کرتا ہے تا کہ وہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیابی حاصل کر سکے۔

2۔ وسائل پیدائش (Means of Production)

نظام اشتراکیت وسائل پیداوار پر حکومت اور ریاست کے مکمل اختیار اور قبضہ کا قائل ہے اور کسی قسم کے پیداواری ذرائع کی انفرادی اور نجی ملکیت کا مخالف ہے۔ اس کے برعکس اسلام بنیادی طور پر ہر انسان کو انفرادی ملکیت کا حق دیتا ہے۔ البتہ چند چیزوں کو اجتماعی ملکیت قرار دیتا ہے۔

3۔ معاشی مساوات (Economic Equality)

اشتراکی نظام نجی ملکیت کو ختم کر کے تمام وسائل کو اجتماعی ملکیت قرار دیتا ہے اور تمام وسائل کی مساوی تقسیم کا دعویدار ہے جو کہ قانون فطرت کے خلاف ہے فطری طور پر تمام انسان یکساں صلاحیتوں کے مالک نہیں ہیں اسی لئے معاشرے میں مختلف افراد میں وسائل کی تقسیم بھی برابر نہیں ہے۔ یہ طبعی اور فطری فرق و تفاوت ہی وہ وجہ ہے جس سے کائنات کا نظام چل رہا ہے اگر تمام انسان وسائل رزق میں برابر ہو جائیں تو کارخانہ حیات کا چلنا ناممکن ہو جائیگا۔

البتہ تقسیم رزق میں بہت زیادہ فرق ہو، اسلام اس بات کو ناپسند کرتا ہے اور اس خلیج کو کم سے کم کرنے کا قائل ہے اور تمام انسانوں کو حصول رزق کے یکساں اور مساوی مواقع فراہم کرنے کا داعی ہے۔

4۔ معاشی اُصول (Economic Principle)

نظام اشتراکیت کے اصول جامد اور غیر لچکدار ہیں، ان اُصولوں سے انحراف کو نظام اشتراکیت سے غداری تصور کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام کے اصول اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ وقت اور زمانے کی تبدیلیوں کے لئے حالات کے مطابق قرآن وسنت کے اُصولوں کی پابندی کرتے ہوئے اجتہاد کا راستہ کھلا چھوڑا گیا ہے۔

5۔ اجتماعی فلاح وبہبود (Collective Welfare)

نظامِ اشتراکیت اجتماعی مفاد کے لئے ملکی وسائل کے خرچ کا دعویدار ہے تا کہ عام لوگوں کے حالات زندگی کو بہتر بنایا جا سکے۔ اسلام اس ضمن میں بنیادی ذمہ داری ہر فرد پر ڈالتا ہے کہ ہر فرد اپنی استطاعت کے مطابق ضروریات زندگی کو حاصل کرنے کی جدوجہد کرے اور ناکامی کی صورت میں معاشرہ اس ذمہ داری کو قبول کرے اور جب معاشرہ بھی اپنی اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوئی صورت نہ نکال سکے تو

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر فرد کے لئے رزق وروزی کا بندوبست کرے اور ہر فرد کو ضروریات زندگی کی فراہمی کو یقینی بنائے۔

6۔جذبہ کار کا فقدان (Lack of Motivation)

نظام اشتراکیت میں نجی ملکیت کے خاتمے سے افراد میں آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کا جذبہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور ہر فرد کام کرتا ہے۔صارفین کو اپنی پسند اور ذوق کے مطابق اشیا نہیں ملتیں۔اس کے برعکس اسلام نجی ملکیت کا قائل ہے اور انسان کو فکروعمل اور ذریعہ معاش کی آزادی دیتا ہے تاہم اس آزادی پر حلال وحرام کی کچھ قیود عائد کرتا ہے۔ذاتی منافع اور اس کے اپنی ذات پر اور دوسرے افراد معاشرہ پر مال خرچ کرنے پر اللہ کی خوشنودی کا وعدہ انسان کے اندر کام کرنے کے جذبے کو فروغ دیتا ہے۔

7۔سرمایہ داری کا خاتمہ (End of Capitalism)

نظام اشتراکیت سرمایہ داری کو بزور بازو اور تصادم کے ذریعے ختم کرنا چاہتا ہے۔اس کے برعکس اسلام دولت کمانے کے ناجائز ذرائع پر پابندی، زکوۃ وعشر اور تقسیم وراثت کے قانون کے نفاذ اور سود کی مذمت کے ذریعے سرمایہ داری کا قلع قمع کرتا ہے۔

اسلام اور دیگر معاشی نظاموں کے تقابل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دیگر تمام نظام انسان کے بنائے ہوئے اور خامیوں سے پُر ہیں۔ جبکہ اسلام کا معاشی نظام بشری کمزوریوں سے پاک اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں مرتب کردہ ہے اور یہی ہمارے تمام معاشی ومعاشرتی مسائل کا حل ہے۔

مشقی سوالات

سوال 1: نیچے دیئے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

-1 اسلام قائل ہے۔
(الف) اجتماعی ملکیت کا (ب) انفرادی ملکیت کا
(ج) حکومتی ملکیت کا (د) چند افراد کے پاس دولت کے ارتکاز کا

-2 صرف دولت جائز ہے۔
(الف) فضول خرچی کے ساتھ (ب) بخل کے ساتھ
(ج) اعتدال کے ساتھ (د) نمائشی انداز میں

-3 اسلام منع کرتا ہے۔
(الف) دولت جمع کرنے سے (ب) دولت تقسیم کرنے سے
(ج) صرف دولت سے (د) پیدائش دولت سے

-4 اسلام مخالف ہے۔
(الف) اجارہ داریوں کا (ب) مکمل مقابلہ کا
(ج) کاروبار کرنے کا (د) زراعت کا

5- احسان سے مراد ہے۔
(الف) ہر کسی کو اس کا حق دینا (ب) حق سے کم دینا
(ج) ظلم کرنا (د) کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا

6- نمائشی اخراجات سے۔
(الف) لوگ خوشحال ہوتے ہیں (ب) معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے
(ج) خوشحالی کی علامت ہے (د) معاشرہ ترقی کرتا ہے

7- سود پر مبنی نظام ہے۔
(الف) اشتراکیت (ب) سرمایہ داری
(ج) اسلام (د) سب

8- غیر سودی بنکاری کا متبادل ہے۔
(الف) شراکت و مضاربت (ب) ٹیکس
(ج) معاوضہ پر خدمات (د) الف، ب اور ج

9- پاکستان میں بلاسود بنکاری پر کام کا آغاز ہوا۔
(الف) 1979ء (ب) 1975ء
(ج) 1988ء (د) 1990ء

10- پاکستان میں نفع ونقصان میں شراکت کے کھاتوں کا آغاز ہوا:
(الف) 1978 (ب) 1980
(ج) 1982 (د) 1985

سوال 2: درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کریں۔

1- انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا__________ ہے۔
2- صرفِ دولت کے ضمن میں اسلام__________ پر زور دیتا ہے۔
3- کسی شخص کو اس کا حق دینا__________ کہلاتا ہے۔
4- نظام سرمایہ داری__________ پر مبنی نظام ہے۔
5- پہلا بین الاقوامی اسلامی بنک__________ میں قائم ہوا۔
6- دبئی اسلامک بنک کا قیام__________ میں عمل میں آیا۔

سوال 3: کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے دُرست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اسلامی ریاست	سود	
اسلامی بنکاری	عدل واحسان	
PLS اکاؤنٹ	اجتماعی ملکیت	
NIT یونٹ	سرمایہ کاری میں رکاوٹ	
نظام سرمایہ داری	شراکت ومضاربت	
اخلاقی اقدار	1981	
	فلاحی ریاست	
	1979	

سوال 4: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

-1 اسلام میں ملکیت کا کیا تصور ہے؟
-2 اعتدال سے کیا مراد ہے؟
-3 ارتکازِ دولت کے کیا نقصانات ہیں؟
-4 اسلامی ریاست کا کیا معاشی کردار ہوتا ہے؟
-5 معاشی عدل کی تعریف کریں۔
-6 احسان کا کیا معاشی اطلاق ہے؟

سوال 5: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

-1 اسلامی معاشی نظام کے اہم خدوخال بیان کیجئے۔
-2 اسلامی معاشی نظام کی اہم اخلاقی اقدار کے معاشی اطلاق پر بحث کیجئے۔
-3 غیر سودی بنیادوں پر بنک کیسے قائم کیا جا سکتا ہے؟
-4 اسلام میں معاشی عدل سے کیا مراد ہے؟ اور عملی زندگی میں اس کا کیا اطلاق ہے؟
-5 درج ذیل پر نوٹ لکھیے۔

(الف) اعتدال (ب) قناعت اور کفایت شعاری (ج) اسلام میں ارتکازِ دولت کا خاتمہ

معروضی سوالات کے جوابات

باب 1

قومی آمدنی

سوال 1

1	ج	2	ج	3	ب	4	د
5	ج	6	ب	7	د	8	د

سوال 2

1	قومی آمدنی	2	قومی آمدنی	3	فرسودگی	4	انتقالی ادائیگیاں
5	براہِ راست ٹیکس	6	فرسودگی الاؤنس	7	قابلِ تصرف		

سوال 3

1- قومی آمدنی - اشیاوخدمات کی زری مالیت

2- حقیقی آمدنی = $\frac{\text{زری آمدنی}}{\text{قیمتوں کا معیار}}$ 100X

3- زکوٰۃ، انعام، گفٹ وغیرہ - انتقالی ادائیگیاں

4- قومی آمدنی کا دائروی بہاؤ - عاملینِ پیدائش اور ادارے

5- بالواسطہ ٹیکس - سیلز، ایکسائز ڈیوٹی وغیرہ

6- براہِ راست ٹیکس - انکم اور پراپرٹی ٹیکس

7- عاملین پیدائش کے معاوضے - قومی آمدنی

8- اعانتیں - حکومت کی مالی مدد

9- دُہری گنتی سے بچاؤ - شے کی حتمی شکل

10- قومی آمدنی کا توازن - بچت = سرمایہ کاری

سوال 4

(i) خام ملکی پیداوار۔ 350 بلین روپے

(ii) خام قومی پیداوار۔ 400 بلین روپے

(iii) خالص قومی پیداوار۔ 390 بلین روپے

(iv) قومی آمدنی بلحاظ مصارف پیدائش۔ 350 بلین روپے

باب 2

زر

سوال 1

1	د	2	ج	3	ج	4	د	5	ب

سوال 2

1	براہِ راست تبادلہ	2	قانونی	3	حامل چیک	4	کمی ہو
5	معکوس	6	سفری	7	درشنی ہنڈی	8	حکومت
9	کفالتیں	10	اعتباری زر				

سوال3

-1 تخمینی محرک کا انحصار-شرح سود
-2 مساوات تبادلہ۔ $P = \frac{mv + m'v'}{T}$
-3 تمسکات-اعتباری زر
-4 دھاتی سکے-قانونی زر
-5 زر کی رسد کا انحصار-بچتوں پر

باب3

بنک

سوال1

1 ج 2 ب 3 ج 4 الف 5 ج

سوال2

1 بٹہ 2 نئی امانت 3 زر اعتبار کی تخلیق 4 33% 5 لاکرز

سوال3

-1 ہنڈیوں پر دوبارہ بٹہ لگانا-مرکزی بنک
-2 شرح بنک میں اضافہ-افراطِ زر
-3 تفریطِ زر-زر کی رسد میں کمی
-4 کفالتوں کی خرید و فروخت-کھلے بازار کا عمل
-5 قرضے کے لیے ضروری-ضمانتیں، اثاثے

باب4

سرکاری مالیات

سوال1

1 ج 2 د 3 ب 4 ج 5 الف

سوال2

1 بالواسطہ 2 فاضل بجٹ 3 صارفین 4 بالواسطہ ٹیکس 5 براہِ راست ٹیکس

سوال3

-1 براہِ راست ٹیکس-انکم ٹیکس
-2 فاضل بجٹ-اخراجات سے آمدنی زیادہ
-3 مخفی آمدنی-نجی مالیات
-4 خسارے کی پالیسی-نوٹ چھاپنا
-5 اصولِ تیقن-آدم سمتھ

باب 5

بین الاقوامی تجارت

سوال 1

1 ب   2 الف   3 ب   4 ب   5 د

سوال 2

1 بین الاقوامی تجارت   2 آزادانہ   3 ریکارڈو   4 مرئی   5 خسارے

سوال 3

1- غیر مرئی اشیا-خدمات
2- بین الاقوامی تجارت-مختلف ممالک کے درمیان تجارت
3- علاقائی تجارت-ملکی تجارت
4- تخصیصِ کار-مصارفِ پیدائش میں کمی
5- ملکی صنعتوں کا تحفظ-تامین کی پالیسی

باب 6

پاکستان کی معیشت کا تعارف

سوال 1

1 الف   2 ب   3 ب   4 ج
5 ب   6 ب   7 ب   8 ج
9 ب   10 ب

سوال 2

1 ٹیکسٹائل   2 تین   3 ISE,LSE,KSE   4 1992ء
5 25   6 3.5%   7 ربیع،خریف   8 کپاس، گندم، چاول، گنا

سوال 3

1- زراعت-20.9%
2- صنعت-20.30%
3- پاکستان کی سب سے بڑی صنعت-ٹیکسٹائل
4- سٹاک ایکسچینج-کراچی، لاہور، اسلام آباد
5- چھوٹے اور درمیانے درجے کی صنعتیں-SMEs
6- پاکستان کی درآمدات-خوردنی تیل، ادویات وغیرہ
7- شرح خواندگی-58%
8- شعبہ صحت میں خرچ-0.6%

باب 7

پاکستان کی قومی آمدنی

سوال 1

1 د 2 ج 3 ج 4 د 5 ب 6 د

سوال 2

1 زراعت 2 کل آبادی 3 صنعت 4 ٹیکس سروے 5 جنرل سیلز

سوال 3

-1 خام قومی پیداوار میں حصہ کم ہو رہا ہے- زراعت

-2 پاکستان کی فی کس آمدنی 15-2014ء میں 1,512 امریکی ڈالر

-3 کسی ملک میں ایک شخص کے حصہ میں آنے والی اوسط آمدنی - فی کس آمدنی

-4 قومی آمدنی کی پیمائش میں مشکلات - غیر ذمہ دار عملہ

-5 قومی آمدنی میں شامل نہیں ہوتیں - بلا معاوضہ خدمات

-6 ٹیکس - بالواسطہ/ بلاواسطہ

باب 8

معاشی ترقی و منصوبہ بندی

سوال 1

1 د 2 الف 3 ب 4 ب 5 ب

6 ج 7 ب 8 الف 9 ب 10 ب

سوال 2

1 45% 2 1948ء 3 1972ء 4 1948ء 5 1952ء

سوال 3

-1 پاکستان کی قومی آمدنی میں زراعت کا حصہ - 20.9%

-2 پاکستان کی قومی آمدنی میں صنعت کا حصہ - 20.30%

-3 پاکستان کی فی کس آمدنی - 1,512 امریکی ڈالر

-4 پہلے پنجسالہ منصوبہ کا آغاز - 1955ء

-5 صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کا آغاز - 1972ء

-6 ترقی پذیر معیشت - کم فی کس آمدنی

-7 معاشی منصوبہ بندی کا آغاز - 1948ء

-8 معاشی منصوبہ بندی کا ایک مقصد - مکمل روزگار کی سطح

-9 معاشی ترقی میں رکاوٹ - معاشی و سیاسی عوامل

باب 9

مواصلات، آمدورفت اور انسانی ذرائع کی ترقی

سوال 1

1 ب 2 ب 3 الف 4 الف 5 د 6 الف

سوال 2

1 92 2 259,463 3 لاہور، اسلام آباد 4 191.71 ملین

5 پیشہ وارانہ 6 ایکسپورٹ بورڈ 7 ATM

سوال 3

-1 پاکستان میں بے روزگاری کی شرح -6%

-2 پاکستان کی آبادی میں شرح اضافہ - 1.92%

3 پاکستان کی کل آبادی میں افرادی قوت -33%

-4 پاکستان کی جتنی وزارتوں کو آن لائن کیا گیا-34

-5 انٹرنیٹ-E-mail

-6 موٹروے-لاہور، اسلام آباد

-7 بنکوں سے رقوم-ATM

باب 10

پاکستان کا بنکاری نظام

سوال 1

1 ج 2 د 3 د 4 ب 5 ج

سوال 2

1 8 نومبر 1949 2 قلیل المیعاد اور طویل المیعاد 3 زرعی ترقی کی مالیاتی کارپوریشن، پاکستان زرعی بنک

4 ای کامرس 5 23

سوال 3

-1 افراطِ زر-قیمتوں میں اضافہ

-2 زرعی بنک کے قلیل مدت قرضے کی میعاد-6 ماہ سے ڈیڑھ سال

-3 خصوصی مالیاتی بنک-صنعتی ترقیاتی بنک

-4 کھلے بازار کا عمل-زری پالیسی کا اُصول

-5 بنکوں کا بنک-مرکزی بنک

باب 11

حکومتِ پاکستان کے مالیات

سوال 1

1 د 2 الف 3 د 4 الف 5 ب

سوال 2

1 مرکزی بورڈ آف ریونیو 2 1963ء 3 60.3 4 پاکیزگی 5 صوبائی حکومتیں

سوال 3

-1 تحفہ ٹیکس-براہِ راست ٹیکس
-2 ملکی اشیا پر ٹیکس-مرکزی حکومت کی وصولی
-3 اعانے-حکومتی رعایات
-4 ہوٹلوں کے کھانے پر ٹیکس-صوبائی حکومت کی وصولی
-5 انفاق فی سبیل اللہ-رضا کارانہ قربانی

باب 12

پاکستان کی تجارت خارجہ

سوال 1

1 ج	2 د	3 الف	4 ب
5 د	6 د	7 الف	8 الف
9 ج			

سوال 2

1 ٹیکسٹائل اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات 2 ناموافق 3 لچکدار 4 ECO
5 1982ء 6 ٹریڈ مارک 7 بین الاقوامی

سوال 3

-1 پاکستان کی برآمدات-ٹیکسٹائل اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات
-2 توازنِ ادائیگی میں خسارہ کی صورت میں قرض-آئی ۔ ایم ۔ ایف
-3 پاکستان، ایران اور ترکی ۔RCD
-4 پاکستان کی درآمدات میں شامل ہیں-مشینری، پٹرولیم، کیمیکلز
-5 SAARC-جنوبی ایشیا
-6 ایک کرنسی کی دوسری کرنسی میں قیمت-شرح تبادلہ
-7 توازنِ ادائیگی-مرئی اور غیر مرئی اشیا کا حساب
-8 توازنِ تجارت-مرئی اشیا کا حساب
-9 WTO-تجارتی معاہدہ

باب 13 اسلام کا معاشی نظام

سوال1

1 ب	2 ج	3 الف	4 الف
5 د	6 ب	7 ب	8 الف
9 الف	10 ج		

سوال2

1 نائب/خلیفہ 2 اعتدال 3 عدل 4 سود 5 1975 6 1975

سوال3

-1 اسلامی ریاست-فلاحی ریاست

-2 اسلامی بنکاری-شراکت ومضاربت

-3 PLSاکاؤنٹ-1981ء

-4 NITیونٹ-1979ء

-5 نظام سرمایہ داری-سود

-6 اخلاقی اقدار-عدل واحسان

فرہنگ(Glossary)

بچت: قومی آمدنی کا وہ حصہ جو خرچ نہ ہو۔

اوسط میلان صرف(APC): آمدنی اور صرف کی باہمی نسبت $APC = \frac{C}{Y}$

اوسط میلانِ بچت(APS): آمدنی اور بچت کی باہمی نسبت $APS = \frac{S}{Y}$

مختتم میلانِ صرف(MPC): آمدنی اور صرف میں تبدیلی کی باہمی نسبت $MPC = \frac{\Delta C}{\Delta Y}$

مختتم میلان بچت(MPS): آمدنی میں تبدیلی اور بچت میں تبدیلی کی باہمی نسبت $MPS = \frac{\Delta S}{\Delta Y}$

فی کس آمدنی: کسی ملک کی آمدنی کو کل آبادی سے تقسیم کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

معاشی ترقی: حقیقی آمدنی میں اضافہ اور بہتر معیار زندگی۔

منصوبہ بندی: کسی ملک کے ذرائع کو بھرپور انداز میں استعمال میں لاکر مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لئے پروگرام اور پالیسیاں بنانا: پالیسوں کا مجموعہ

غیر ترقی یافتہ ممالک: جن کی آبادی اور قدرتی وسائل کے مقابلہ میں سرمایہ کی کمی ہو۔

متوازن ترقی: معیشت کے مختلف شعبوں اور علاقوں کی بیک وقت ترقی۔

براہ راست تبادلہ: ایسا عمل ہے جس میں ایک شے کا دوسری شے کے عوض براہِ راست تبادلہ کیا جاتا ہے اور زر کو بطور آلہ مبادلہ استعمال نہیں کیا جاتا۔

اجناسی زر: مختلف اشیا مثلاً تیر، کھالیں، مویشی، غلام، سیپ، تمباکو، لوہا، چاندی، سونا وغیرہ کا بطور آلہ مبادلہ استعمال کرنا اجناسی زر کہلاتا ہے۔

دھاتی زر: مختلف دھاتیں مثلاً لوہے، چاندی اور سونے کی مدد سے تیار کی جانے والی کرنسی ہوتی ہے۔

معیاری زر: ایسا زر جس کی ظاہری قدر اور حقیقی قدر آپس میں برابر ہوتی ہے، یعنی جتنی مالیت کا سکہ اتنی ہی قدر سونے، چاندی کی صورت میں موجود ہونا۔

علامتی زر: ایسا زر جس کی ظاہری اور حقیقی قدر آپس میں برابر نہیں ہوتی جیسے ہزار روپے کے نوٹ کی ظاہری مالیت حقیقی مالیت سے کہیں زیادہ ہے۔

بدل پذیر کاغذی زر: ایسا زر جسے مطالبے پر سونے، چاندی یا منظور شدہ زر مبادلہ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

غیر بدل پذیر کاغذی زر: ایسا زر جسے مطالبے پر سونے، چاندی یا منظور شدہ زر مبادلہ میں تبدیل کرنے کی ذمہ داری قبول نہیں کی جاتی۔

قریبی زر: ایسا زر جو کرنسی کی طرح تو نہ ہو لیکن ضرورت پڑنے پر زر نقد میں تبدیل ہو سکے مثلاً حکومت کے بانڈز وغیرہ۔

حامل چیک: ایسا چیک جس کے عوض کوئی بھی شخص رقم نکلوا سکتا ہے۔

حکمی چیک: ایسے چیک کو صرف وہی شخص کیش کروا سکتا ہے جس کے نام یہ چیک لکھا گیا ہوتا ہے۔

نشان زدہ چیک: اس قسم کے چیک کی صورت میں رقم ایک اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جاتی ہے۔

ہُنڈی: ایسا حکم ہے جو فروختکار خریدنے والے کے نام لکھ کر اس سے دستخط کروا کر اپنے پاس رقم کی واپسی تک رکھ لیتا ہے۔

قانونی زر: زر کی وہ قسم جسے حکومتی قانون کی رو سے اشیاوخدمات کے لین دین میں قبول کرنا پڑتا ہے مثلاً پاکستان کے تمام سکے اور کاغذی نوٹ

درشنی ہُنڈی: اس ہُنڈی کی رقم خریدار کو پیش کرنے پر ادا ہو جاتی ہے۔

مدتی ہُنڈی: اس دستاویز کے عوض رقم ایک خاص مدت کے بعد واجب الادا ہوتی ہے۔

بدیشی یا غیر ملکی ہُنڈی: دو ممالک کے تاجروں کے درمیان لین دین کے معاملے میں جو دستاویز استعمال ہوتی ہے وہ بدیشی ہنڈی کہلاتی ہے۔

کفالتیں: حکومت کے وہ تحریری وعدے ہوتے ہیں جو وہ قرضہ لیتے وقت لوگوں کو رسیدوں کی صورت میں دیتی ہے۔

افراطِ زر: زر کی رسد میں اضافہ جو اشیا کی قیمتوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

تفریطِ زر: زر کی رسد میں کمی جو قوت خرید کو پست کرتی ہے۔

اعتباری زر: بنکوں کے جاری کردہ چیک، ڈرافٹ وغیرہ اعتباری زر کہلاتے ہیں، کیونکہ لوگوں کو ان کے بدلے میں زر نقد مل جاتا ہے۔

تجارتی بنک: وہ مالیاتی ادارے ہوتے ہیں جو لوگوں کی امانتوں کو باحفاظت اپنے پاس رکھتے ہیں اور ضرورت مندوں کو قرضے فراہم کرتے ہیں۔

فہرستی بنک: ایسے تجارتی بنک جو مرکزی بنک کے قوائد وضوابط کے مطابق بنکاری فرائض سرانجام دیتے ہیں اور اپنے کل سرمائے کا کچھ حصہ بطور زر محفوظ مرکزی بنک میں رکھواتے ہیں۔

غیر فہرستی بنک: یہ بنک مرکزی بنک کے پاس زر محفوظ نہیں رکھواتے، اس لئے ان بنکوں کے لین دین کی ذمہ داری مرکزی بنک قبول نہیں کرتا۔

زر نقد: لوگوں کی امانتوں کا وہ حصہ جسے بوقت ضرورت فوری طور پر نقد زر کی صورت میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اعتباری زر کی تخلیق: لوگوں کی امانتوں کے بل بوتے پر لوگوں کو قرضے جاری کر کے اعتباری زر کی گردش میں کئی گنا اضافہ کرنا۔

$$\text{اعتباری زر کی تخلیق کا فارمولہ} = \frac{\text{ابتدائی امانتیں}}{\text{زر نقد کا تناسب}}$$

متناسب محفوظ سرمائے کا نظام: سونے، چاندی یا منظور شدہ زر مبادلہ کا ایک خاص تناسبی حصہ جو مرکزی بنک نوٹ جاری کرتے وقت اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔

معینہ حد کا نظام: اس صورت میں مرکزی بنک نوٹ جاری کرتے وقت ایک خاص حد کے بعد جاری کردہ نوٹوں کی کل مالیت کے برابر 100 فیصد سونا، چاندی یا منظور شدہ زر مبادلہ رکھنا پڑتا ہے۔

کھلے بازار کا عمل: وہ کاروباری عمل جس میں کھلے بازار میں حکومتی بانڈز اور کفالتوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

بنکوں کے قومیانے کی پالیسی: ملکی بنکوں کا نجی تحویل سے نکل کر قومی تحویل میں آجانا۔

زری پالیسی: مرکزی بنک کی وہ پالیسی جس کے تحت زر کی رسد پر کنٹرول حاصل کر کے افراطِ زر اور تفریطِ زر کی صورت حال پر قابو پایا جاتا ہے۔

بین الاقوامی تجارت: جب اشیا کی خرید و فروخت دو یا مختلف ممالک کے درمیان عمل میں لائی جاتی ہے بین الاقوامی تجارت کہلاتی ہے۔

تامین کی پالیسی: ملکی صنعتوں کو تحفظ دینے کی خاطر غیر ملکی اشیا پر بھاری محصولات یا کوٹہ مقرر کرنا تامین کی پالیسی کہلاتا ہے۔

آزاد تجارت: مختلف ممالک کے درمیان بغیر محصولات، کوٹے اور کسی پابندی کے تجارتی عمل کو آزاد تجارت کہتے ہیں۔

سرکاری مالیات: حکومت کی آمدنی اور اخراجات کے انتظام و انصرام کو سرکاری مالیات کہتے ہیں۔

نجی مالیات: ایک شخص کی آمدنی اور اخراجات کے انتظام و انصرام کو نجی مالیات کہتے ہیں۔

بجٹ: حکومت کے ذرائع آمدنی اور اخراجات کے تخمینے کو بجٹ کہتے ہیں۔

خسارے کا بجٹ: جب حکومت کے اخراجات ذرائع آمدنی سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

فاضل بجٹ: جب حکومت کی آمدنی، اخراجات کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔

براہِ راست ٹیکس: ایسا ٹیکس جس کا بوجھ کسی دوسرے شخص پر منتقل نہیں کیا جاسکتا مثلاً انکم ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس۔

بالواسطہ ٹیکس: اس ٹیکس کا بوجھ دوسرے لوگوں پر منتقل کیا جاسکتا ہے مثلاً سیلز ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی وغیرہ۔

متناسب ٹیکس: ایسا ٹیکس جس کی شرح ہر آمدنی کی سطح پر یکساں رہتی ہے۔

متزائد ٹیکس: اس ٹیکس کی شرح آمدنی کے ساتھ براہِ راست کم یا زیادہ ہوتی ہے۔

تنزیلی ٹیکس: اس ٹیکس کی شرح آمدنی کے بڑھنے سے کم ہوجاتی ہے۔

زائد قدری ٹیکس (VAT): یہ ٹیکس پیداوار کے مختلف مراحل پر عائد کیا جاتا ہے۔ شے کی قدر بڑھنے سے ٹیکس بھی بڑھتا جاتا ہے۔

توازن تجارت (BOT): کسی ملک کی اشیائے درآمد اور اشیائے برآمد کا حساب۔

مرئی مدات (Visible Items): وہ اشیا جن کا درآمد یا برآمد کرتے وقت بندرگاہ یا ائرپورٹ پر کوئی حساب رکھا جاتا ہے۔

غیر مرئی مدات (Invisible Items): ایسی اشیا جن کا بندرگاہ یا ائرپورٹ پر کوئی حساب نہیں رکھا جاتا۔

معاشی تعاون کی تنظیم (ECO): ایران، ترکی، پاکستان، افغانستان اور وسط ایشیا کی چھ مسلم ریاستوں کے درمیان معاشی تعاون کا معاہدہ۔

سارک (SAARC): جنوبی ایشیا کے سات ممالک: پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت، بھوٹان، نیپال، مالدیپ اور سری لنکا کے درمیان علاقائی تعاون کا معاہدہ۔

ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO): بین الاقوامی سطح پر آزاد تجارت کے فروغ کے لیے دنیا کے ایک سو پچاس سے زائد ممالک کے درمیان طے پائے جانے والے معاہدے کے نتیجے میں قائم ہونے والی تنظیم۔

شرح مبادلہ (Exchange Rate): وہ شرح جس پر کسی ایک ملک کے زر کا تبادلہ دوسرے ملک کے زر سے کیا جاتا ہے یا کسی ملک کی کرنسی کی دوسرے ملک کی کرنسی میں قیمت۔

معینہ شرح مبادلہ (Fixed Exchange Rate): کسی ملک کی زری ایجنسی کا شرح مبادلہ مقرر کرنا۔

لچکدار شرح مبادلہ (Flexible Exchange Rate): طلب و رسد کی قوتوں کے ذریعے کسی ملک کی شرح مبادلہ کا متعین ہونا۔

احسان: کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا۔

ارتکاز دولت: دولت یا وسائل زندگی کا چند ہاتھوں میں جمع ہوجانا۔

اسراف: اشیائے ضرورت پر ضرورت سے زائد خرچ کرنا۔

(REFERENCES) حوالہ جات

An Introduction to Positive Economics	Richard G. Lipse
Economics	Paul A. Samuelson, Mac-Graw Hill Company
Essentials of Economics	Solman. John
Fundamentals of Mathematical Economics	Chiang,A.C.
Islamic Economics	Prof. Abdul Hammeed Dar, Prof. Mian Muhammad Akram
Introduction to Economics	David, B & Stanley, F.
Intermediate Micro-economics	James P. Quick
Intermediate Micro-economics	Miller. R.
Issues of Pakistan Economy	S.Akbar Zaidi, Oxford University Press, 2nd Edition 2000
Macro-economic Theory	Eugene A. Dialio, Mac - Graw Hill. Company
Modern Economic Theory	K.K. Dewitt, Foreign Publishing Co.LHR
Micro-economic Theory	Ferguson & Gold
Modern Micro Economics	Koutsoyiannis
Micro Economics Theory	Bilas
Price Theory	Rayan and Pearce
Reading in Micro Economics	Houchman & Briet
Economics Survey of Pakistan 2012-13	Finance Div. Eco. Advisors Wing, Islamabad
Economics Survey of Pakistan 2011-12	Finance Div. Eco. Advisors Wing, Islamabad
Economics Survey of Pakistan 2007-08	Govt. of Pakistan
Economics Survey of Pakistan 2008-09	Govt. of Pakistan
Economics of Pakistan	M.Saeed Nasir & S. Kamal Hyder.
Economic Survey of Pakistan 2014-15	**Finance Division Economics Advisor Wing, Islamabad**

توڑ ڈالیں کرپشن کی زنجیر

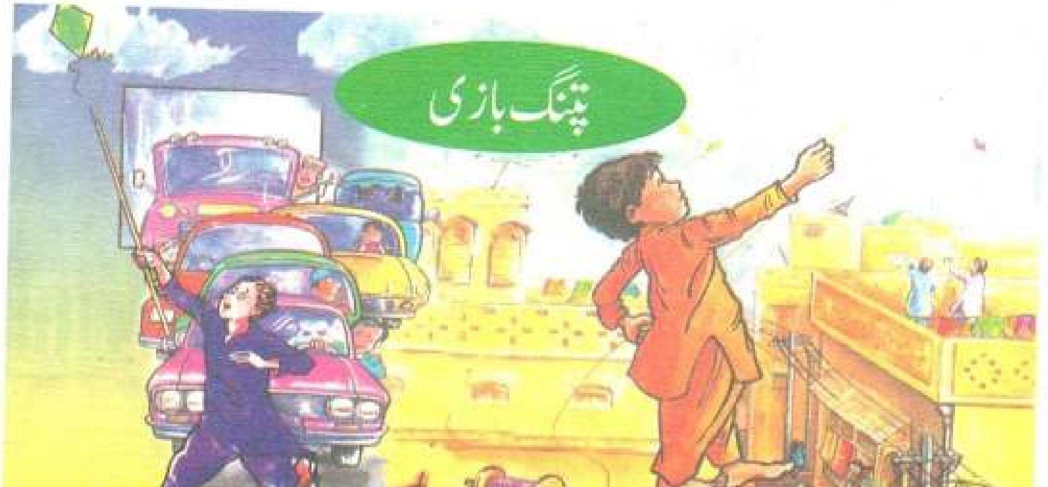

پتنگ قیمتی ہے یا آپ کی جان ؟

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ منظور شدہ نصاب کے مطابق معیاری اور سستی کُتب مُہیا کرتا ہے۔ اگر ان کُتب میں کوئی تصور وضاحت طلب ہو، متن اور اِملاء وغیرہ میں کوئی غلطی ہو تو گزارش ہے کہ اپنی آراء سے آگاہ فرمائیں۔ ادارہ آپ کا شکر گزار ہو گا۔

منیجنگ ڈائریکٹر
پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ
21-ای-II، گلبرگ-III، لاہور۔

فیکس نمبر: 042-99230679
ای میل: chairman@ptb.gop.pk
ویب سائٹ: www.ptb.gop.pk

Printed by: UBC Convertec (Pvt) Ltd. www.ubcconvertec.com
Designed by: ART CELL PCTB

امانت
دیانت
صداقت
شرافت

پنجاب
کریکولم اینڈ
ٹیکسٹ بک بورڈ
لاہور

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور